

مقالات

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی

۱۶

ایمان

۵۔ ایمان بالیوم الآخر

نظام عالم ایک حکمت نامہ ہے | حیات اخروی کی ضرورت کا اثبات دراصل اس سوال کے تصفیہ پر موقوف ہے کہ آیا یہ کائنات کسی حکیم کا فعل ہے، یا بلا کسی حکمت کے آپ سے آپ بن گئی ہے؟

زمانہ حال کا سائنس اور سائنٹیفک فلسفہ کہتا ہے کہ اس نظام کو کسی صلح حکیم نے نہیں بنایا۔ یہ آپ سے آپ بن گیا ہے، اور ایک خود بخود حرکت کرنے والی شین کی طرح اپنے تمام اجزاء رسمیت (جن میں انسان بھی شامل ہے) چل رہا ہے۔ مادہ اور توانائی (Energy) کا باہمی تعامل جس روز ختم ہو جائیگا، اسی روز یہ نظام بھی مدہم برہم ہو جائے گا۔ اور اس کا درہم برہم ہونا فنا کے مطلق کا ہم معنی ہوگا۔ ظاہر ہے کہ

ایسا ایک نظام، جس کو ایک اندہی طبیعت (Nature) بلا کسی علم، عقل، شعور، ارادہ اور حکمت کے چلا رہی ہے، اس میں کسی مقصدیت اور حکمت کی تلاش بالکل لاحاصل ہے۔ اسی وجہ سے سائنس نے آثارِ شگاف کی مقصدی تفسیل (Teleological Causation) کو اپنے حدود سے نہ صرف خارج کر دیا ہے، بلکہ اس طریق فکر کو سرے سے لغو و بے معنی قرار دیا ہے، اور قطعیت کے ساتھ دعویٰ کیا ہے کہ اس کائنات اور اس کی کسی شے اور کسی فعل میں کوئی مقصد نہیں پایا جاتا۔ آنکھیں دیکھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ دیکھنا

نتیجہ ہے مادہ کی اس خاص تنظیم کا جو آنکھوں میں پائی جاتی ہے۔ دماغ اس لئے نہیں ہے کہ سوچے اور شعور

نتیجہ ہے مادہ کی اس خاص تنظیم کا جو آنکھوں میں پائی جاتی ہے۔ دماغ اس لئے نہیں ہے کہ سوچے اور شعور

نتیجہ ہے مادہ کی اس خاص تنظیم کا جو آنکھوں میں پائی جاتی ہے۔ دماغ اس لئے نہیں ہے کہ سوچے اور شعور

نتیجہ ہے مادہ کی اس خاص تنظیم کا جو آنکھوں میں پائی جاتی ہے۔ دماغ اس لئے نہیں ہے کہ سوچے اور شعور

نتیجہ ہے مادہ کی اس خاص تنظیم کا جو آنکھوں میں پائی جاتی ہے۔ دماغ اس لئے نہیں ہے کہ سوچے اور شعور

نتیجہ ہے مادہ کی اس خاص تنظیم کا جو آنکھوں میں پائی جاتی ہے۔ دماغ اس لئے نہیں ہے کہ سوچے اور شعور

و فکر کا محل بنے، بلکہ خیالات دماغ کے مادے سے اسی طرح نکلتے ہیں جس طرح جگر سے صفراء نکلتا ہے۔ یہ محض غلط فہمی ہے کہ اشیاء کے طبیعی افعال کو ان کا مقصد قرار دیا جاتا ہے، اور ان کے وجود میں کسی حکمت اور کسی عقل کی جستجو کی جاتی ہے۔

اس نظریہ کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو حیات دنیوی کے کسی حیات اخروی کی ضرورت تسلیم کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں رہتی۔ کیونکہ جس کائنات کا نظام ایک اندہی بے عقل و شوق طبیعت کے ہاتھوں کسی مقصد و غایت کے بغیر چل رہا ہے، اس کی حیثیت ایک کھنوںے سے زیادہ نہیں ہو سکتی وہ اور اس کی ہر شے عبث ہے۔ عبث بنی ہے اور عبث ہی تمام ہو کر فنا ہو جائیگی مستعد ہے کہ ایسی اندھی طبیعت عدل کی صفت سے متصف ہو، اور اس سے کسی حساب کتاب، اور انصاف کی امید کی جائے۔ تاہم اگر بالفرض وہ عدل متصف ہو بھی، تو جبکہ انسان اس کے ہاتھ میں ایک بے بس کھلونے کی طرح مکمل رہا ہے اور اپنے اختیار سے کچھ کرنا تو درکنار، سب سے کوئی اختیار اور کوئی ارادہ رکھتا ہی نہیں، تو اس پر اپنے کسی اچھے یا برے فعل کی اسی طرح کوئی ذمہ داری نہیں ہے جس طرح ایک موٹر پر اپنی راست روی یا کج روی کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اور ذمہ داری کا سوال اٹھ جانے کے بعد دنیا ہی میں عدل و انصاف اور جزا و سزا کا سوال منقطع ہو جاتا ہے، کجا کہ اس کی خاطر ایک دوسری زندگی کی ضرورت تسلیم کی جائے۔

لیکن یہ نظریہ سراسر خلاف عقل ہے، اور کوئی عقلی دلیل یا علمی شہادت ایسی نہیں پیش کی گئی جس سے اس کی صداقت ثابت اور مبرہن ہو جائے۔ اس کی تائید میں جو کچھ کہا گیا اس کا لب لباب بس اتنا ہے کہ ہم کو کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا اور کوئی چلانے والا نظر نہیں آتا۔ نہ اس کی پیدائش کا کوئی مقصد ہماری سمجھ میں آتا ہے۔ ہم اس کو کسی بنانے والے کے بغیر چلتا ہوا دیکھتے ہیں اور اس کے چلنے کا مقصد معلوم کرنا نہ ہمارے لئے ممکن ہے، نہ ہم کو اس کے معلوم کرنے کی ضرورت۔ لیکن کسی شے کی علت فاعلی اور معلوم ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ اس کی کوئی علت فاعلی ہے ہی نہیں فرض کرو کہ ایک بچہ کسی طبیب کی مشین کو چلتے ہوئے دیکھتا ہے

اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ مشین کس غرض سے چلائی گئی ہے اس بنا پر وہ خیال کرتا ہے کہ یہ محض ایک کھلونا ہے جو بلا کسی مقصد و غایت کے چل رہا ہے وہ دیکھتا ہے کہ جس طرح اس مشین سے آواز پیدا ہوتی ہے پرزے حرکت کرتے ہیں، زمین لرزتی ہے، اسی طرح کاغذ بھی چھپ چھپ کر نکلتے ہیں۔ اس بنا پر وہ حکم لگاتا ہے کہ جس طرح وہ افعال اس مشین کے چلنے کے نتائج ہیں اسی طرح کاغذوں کا چھپ چھپ کر نکلنا بھی اس کی حرکت کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ تمام افعال جو اس سے صادر ہو رہے ہیں ان میں سے صرف ایک فعل یعنی کاغذوں کا چھپ کر نکلنا، اس پوری مشین کے بنائے جانے کا مقصد ہے اور باقی تمام افعال مشین کی حرکت کے طبعی نتائج ہیں۔ اس کی طفلانہ نظر مشاہدہ کی اتنی قوت نہیں رکھتی کہ اس مشین کے پرزوں میں ترتیب، تناسب اور نظم کو محسوس کر سکے، اور یہ دیکھ سکے کہ اس کا ہر پرزہ جس صورت پر بنایا گیا ہے، اور جس مقام پر لگایا گیا ہے وہی صورت اور وہی مقام اس کے لئے موزوں ہے اور مشین میں اپنے حصہ کا کام انجام دینے کے لئے وہ پرزہ اسی صورت کا اور اسی مقام پر ہونا چاہئے اس بنا پر وہ کندہ ذہن بچہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مشین یوں ہی لوہے کے ٹکڑوں کے باہم مل جانے سے آپ ہی آپ بن گئی ہے۔ اس کی عقلی قوتیں اتنی ترقی یافتہ نہیں ہیں کہ وہ مشین کے افعال اور اس کی ترتیب کو دیکھ کر قیاس کر سکے کہ اس کا بنانے والا ضرور کوئی حکیم شخص ہونا چاہئے جس نے ایسے اچھے انداز سے، اور ایسے عمدہ نقشے پر ایسی مشین بنائی ہے جس کا کوئی پرزہ بیکار یا غیر موزوں، غیر مضبوط اور بے ضرورت نہیں ہے اور یہ کہ ایسی حکمت و دانائی کے ساتھ جو چیز بنائی گئی ہے وہ ہرگز بے مقصد بے مصلحت، اور عبث نہیں ہو سکتی اب اگر پورے مشین کے اس ناقص مشاہدے اور اس پر اپنے ناقص غور و فکر سے وہ نادان بچہ یہ نظریہ قائم کرتا ہے کہ مشین کی کوئی علت فاعلی اور علت غائی نہیں ہے، نہ کوئی حکمت اس کے بنانے میں صرف ہوئی ہے، اور نہ کوئی حکیمانہ مقصد اس کی صفت میں پیش نظر ہے، تو کیا کوئی عامل و بالاع آدمی تسلیم کرے گا کہ بچہ نے اس مشین کی حقیقت کے متعلق ایک صحیح نظریہ قائم کیا ہے؟

اگر یہ بات ایک پریس مشین کے معاملے میں درست نہیں ہے تو اس نظام کائنات کے معاملے میں کیوں کر درست ہو سکتی ہے جب کہ ایک ایک ذرہ اپنے صانع کے علم، ارادے، حکمت، اور بصیرت پر شہادت دے رہا ہے۔ ناقص العقل اور کوتاہ بین بچہ جو چلے کہے۔ مگر کوئی صاحب عقل آدمی تو جس نے آنکھیں کھول کر اس کائنات کے آثار کا مشاہدہ کیا ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی یہ شک نہیں کر سکتا کہ ایسا محکم، استوار، مرتب اور متناسب نظام جس میں کوئی شے بے کار اور عبث نہیں ہے، جس میں کوئی شے ضرورت سے کم یا زیادہ نہیں ہے، جس کا ہر جز اپنے مقام اور اپنی ضرورت کے لحاظ سے ٹھیک ٹھیک موزوں ہے، اور جس کے ضابطہ میں کہیں کوئی فتور نظر نہیں آتا، کسی حکمت، کسی علم کسی ارادہ کے بغیر بن اور چل سکتا ہے۔

حکیمانہ نظام بے مقصد اور عقل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید نے حیات اخروی کی ضرورت پر جو دلائل قائم کئے ہیں۔ وہ سب اسی بنیادی نظریہ پر مبنی ہیں کہ اس کائنات کا بنانے والا ایک حکیم ہے جس کا کوئی نقصان، حکمت سے خالی نہیں ہے، اور جس کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہیں کی جاسکتی جو خلاف حکمت ہو۔ اس بنیاد کو استوار کرنے کے بعد قرآن مجید کہتا ہے کہ۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ، فَتَعْلَىٰ لِلَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ۔

کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف واپس نہ لائے جاؤ گے؟ پادشاہ برحق خدا اس سے بالاتر ہے کہ اس سے کوئی فعل عبث ہو۔

(۶:۲۳)

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى (۲:۴۵) کیا انسان یہ سمجھے بیٹھا ہے کہ وہ یوں ہی مہل چھوڑ دیا جائے گا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَعِبِينَ۔ وَمَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْعَلِينَ۔ (۲:۴۴)

ہم نے آسمان، زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا ہے۔ ہم نے تو ان کو متعین حکمت کے مطابق پیدا کیا ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے یقیناً ان رب کے لئے فیصلہ کے دن ایک وقت مقرر ہے۔

مِيقَاتُهُمْ أَجْعَلِينَ۔ (۲:۴۴)

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ مَّا خَلَقَ
 اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
 إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيرًا
 مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِي رَبِّهِمْ لَكَفِرُونَ

کیا انہوں نے خود اپنے دلوں میں غور نہیں کیا کہ اللہ
 نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں
 کو جو پیدا کیا ہے تو حکمت کے مطابق کیا ہے اور ان
 کے لئے ایک وقت مقرر ہے مگر بہت سے آدمی ہیں جو اپنے

رب کی ملاقات کے شکر ہیں۔ (۱: ۳۰)

ان آیات میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر زمین و آسمان کا یہ سارا کارخانہ صرف اس لئے
 ہے کہ ایک مدت تک چلتا رہے، پھر کسی حاصل اور نتیجہ کے بغیر معدوم ہو جائے، تو یہ ایک لغو، اور عبث
 فعل ہوگا، ایک کھیل ہوگا۔ ایسا فعل ہوگا کسی حکیم کا فعل نہیں ہو سکتا۔ اگر تم مانتے ہو کہ یہ کارخانہ خدا نے
 بنایا ہے۔ اور خدا تمہارے نزدیک حکیم ہے، تو تم کو عقل سے کام لے کر یہ سمجھنا چاہئے کہ موجودات میں سے کوئی
 شے بے مقصد وجود میں آنے والی اور بے حاصل و بے نتیجہ معدوم ہو جانے والی نہیں ہے۔ خصوصاً ان
 جو کائنات ارضی کا گل سرسب ہے، جس کی ذی شعور ہستی اس کائنات ارضی کے تدریجی ارتقاء اور
 اس کی تمام حرکات و تحولات کا حاصل ہے، اور جس کو اتنی حکمت کے ساتھ عقل و فکر بنش و دانش اور
 اختیار و ارادہ سے آراستہ کیا گیا ہے، اس کی تخلیق کا مقصد اتنا سہل نہیں ہو سکتا کہ وہ چند برس اس
 دنیا میں ایک شین کی طرح بسر کرے، پھر مکرر معدوم ہو جائے۔

اقتضائے حکمت کے مطابق نظام | جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ کائنات عبث اور کھیل نہیں ہے،
 عالم کا کیا انجام ہونا چاہئے اور نہ اس کی کوئی شے بے نتیجہ و بے حاصل ہے، تو دوسرا سوال

یہ پیدا ہوتا ہے، کہ عدم مطلق کے سوا اس کارخانے کا اور کون سا انجام ایسا ہے جو اقتضائے
 حکمت کے عین مطابق ہو؟ اس سوال کا تفصیلی جواب قرآن حکیم کی آیات
 میں موجود ہے، اور وہ ایسا جواب ہے جس کو سننے کے بعد عقل سلیم بالکل مطمئن ہو جاتی ہے۔ مگر اس

جوان کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے چند امور ذہن نشین کر لئے جائیں:

۱۔ عالم وجود کے تمام آثار اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ اس نظام کے جتنے تغیرات و تحولات ہیں۔ ان سب کا رخ ارتقاء کی جانب ہے۔ اس کی ساری گردشوں کا مقصد یہ ہے کہ نقص کو کمال کی طرف سے چائیں۔ اور اشیاء کی ناقص صورتوں کو مٹا کر، انہیں کمال اور کمال سے کمال پر صورت بخشیں۔

۲۔ اس قانون ارتقاء کا عمل چونکہ تغیر کی روش پر ہوتا ہے اس لئے ہر کون کے لئے ایک فیاض ضروری ہے۔ ایک صورت کا وجود میں آنا اس کا تقاضا ہے کہ پہلی صورت فاسد ہو جائے اور ناقص صورت کمال میں تبدیل ہو جائے۔ یہ تغیرات و استحقاقات اگرچہ ہر آن ہوتے رہتے ہیں لیکن بے خفی تغیرات کے بعد ایک جلی اور نمایان تغیر واقع ہوا کرتا ہے جس میں ایک جلی اور نمایاں فساد پیش آتا ہے۔ یہی دوسری قسم کا فساد ہے جس کو ہم عرف عام میں موت یا زوال و فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور ایک صورت کے وجود میں آنے سے لیکر اس کی موت یا اس کے قطعی فساد تک ایک وقفہ ہوتا ہے جس کو ہم اپنی زبان میں عمر کہتے ہیں۔

۳۔ ہر صورت اپنے لئے ایک خاص محل، چاہتی ہے جو اس کے مناسب حال ہوا کرتا ہے کوئی صورت کسی ایسے محل میں نہیں رہ سکتی جو اس کے لئے مناسب حال نہ ہو۔ مثلاً صورت بناتی گئے حیوانی جسم غیر مناسب ہے، اور صورت انسانی اسی جسم اور اسی مخصوص طور کے نظام جسمانی کی بنیاد ہے، جو انسان کے لئے بنایا گیا ہے پس اگر کسی شے کو ایک ترقی یافتہ صورت دینی ہو تو لازم ہے کہ فرو درجہ کی صورت کے لئے جو محل بنایا گیا تھا اس کو توڑ دیا جائے، اور نئی صورت کے لئے اس کے مناسب حال محل طیار کیا جائے۔

۴۔ اجزائے عالم کے حق میں قانون ارتقاء کی ہمہ گیری کو جس شخص نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے،

اس کے نزدیک یہ بات ہرگز مستبعد نہیں ہے کہ یہی قانون اس پورے نظام عالم پر بھی حاوی ہو۔ اس وقت جو نظام عالم ہم دیکھ رہے ہیں، اس کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے کہ جب سے خلق و ابداع کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے یہی مخصوص نظام اپنے انہی قوانین کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس سے پہلے نہ معلوم تھے اور نظامات گزر چکے ہونگے جن میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی عمر پوری کر کے دوسرے ترقی یافتہ نظام کے لئے جگہ خالی کر دی، اور ارتقا کے تدریجی مراتب سے گزر کر سلسلہ وجود ہمارے اس نظام تک پہنچا۔ اسی طرح یہ نظام بھی کوئی آخری نظام نہیں ہے۔ یہ بھی جب اپنے امکانی کمالات کو پہنچ جائیگا، اور کمال کے بالاتر درجہ کو قبول کرنے کی استعداد اس میں باقی نہ رہے گی، تو اس کو توڑ دیا جائے گا! اور اس کے بجائے کوئی دوسرا نظام قائم کیا جائے گا۔ جس کے قوانین کچھ اور ہوں گے، اور جس میں وجود کے کمال تر مراتب قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی۔

۵۔ عالم کے موجودہ نظام پر غور کرنے سے ہم کو بین طور پر یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ یہ ایک ناقص نظام ہے، اور مزید تکمیل کا محتاج ہے اس نظام میں اشیا کی حقیقتیں، مادی آلایثوں سے اس درجہ آلودہ ہیں کہ حقیقتوں نے اوہام کا اور ان کے مادی لباسوں نے حقیقتوں کا مرتبہ حاصل کر لیا ہے۔ جو چیز جتنی زیادہ لطیف اور مادی آلایثوں سے مجرد ہے وہ اس نظام عالم میں اتنی ہی زیادہ مخفی و مستور اور عقل و شعور کی دست رس سے دور ہے۔ یہاں ٹھوس مادی جسم وزن رکھتا ہے، اور لطیف و بسیط حقایق کا کوئی وزن نہیں ہے۔ یہاں کٹڑی اور پتھر تو ناپے اور تولے جاسکتے ہیں، مگر عقل و فکر، خیال و رائے نیت و ارادہ، جذبات و وجدانیات کو ناپنے اور تولنے کے لئے اس عالم کے قانون میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہاں غلہ تو لا جاسکتا ہے، مگر محبت اور نفرت کو تولنے والا کوئی ترازو نہیں ہے یہاں کپڑا ناپا جاسکتا ہے، مگر بغض و حسد کو ناپنے کے لئے کوئی پیمانہ موجود نہیں یہاں روپے کی قدر متعین کی جاسکتی ہے۔ مگر اس جذبے کی قدر و قیمت متعین کرنا ممکن نہیں ہے جو سخاوت یا بخل کے لئے جو

ہوئے۔ یہ اس عالم کے نظام کا نقص ہے عقل چاہتی ہے کہ اس نظام سے زیادہ ترقی یافتہ کوئی اور نظام ہو جس میں حقیقتیں مادی لباسوں کی قید سے نہ رہیں، اور بے نقاب جلوہ گر ہو سکیں جس میں لطافتیں، کشافوں پر غالب آجائیں، اور جو کچھ اب ستور و مفعی ہے، وہ نمایاں اور جلی ہو جائے۔ اسی طرح یہ بھی اس عالم کا نقص ہے کہ یہاں مادی قوانین کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے افعال تحرک و حرکت نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ مادی قوانین کے مقتضیات سے مطابقت رکھتے ہیں، اور ایسے نتائج مرتب نہیں ہونے پاتے جو مقتضیات عقل و حکمت کے مطابق ہوں۔ یہاں آگ لگاؤ تو ہر آتش پذیر شے جل جائے گی، پانی ڈالو تو نمی کو قبول کرنے والی ہر شے بھیگ جائے گی، مگر نیکی کو تو اس کا پھل نیکی کی صورت میں ظاہر نہ ہو گا جو اس کا حقیقی عقلی نتیجہ ہے، بلکہ اُس صورت میں ظاہر ہو گا جو مادی قوانین کے تحت ظاہر ہو سکتا ہے خواہ وہ نیکی کے بالکل عکس بدی ہی کی صورت کیوں نہ ہو۔ اس نقص کو دیکھ کر عقل تقاضا کرتی ہے کہ اس نظام کے بعد کوئی اور ترقی یافتہ نظام ایسا قائم ہو جس میں مادی قوانین کے بجائے عقلی قوانین جاری ہوں اور افعال کے وہ حقیقی نتائج ظاہر ہوں جو اس نظام میں مادی قوانین کے غالب ہونے کی وجہ سے ظاہر نہیں ہو سکتے۔

نظام عالم کا خلا ان مقدمات کو سمجھ لینے کے بعد اب دیکھیے کہ قرآن حکیم نے قیامت

نشارۃ آخرت کا جو نقشہ کھینچا ہے اس میں آپ کے سوال کا کیا جواب ملتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا إِلَّا بَآئِحَةً وَآجِلٍ مُّسَمًّى (۱۰۶)

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں ان سب کو مقتضائے حکمت کے مطابق اور ایک مدت مقررہ تک کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلَّ يَجْرِى
لَآجِلٍ مُّسَمًّى (۱۰۷)

اس نے چاند سورج کو اپنے قانون کا پابند کر دیا۔
یہ سب ایک مدت مقررہ تک کے لئے چل رہے ہیں۔

پھر وہ قیامت کی کیفیت اس طرح بیان کرتا ہے۔

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ
انْتَشَرَتْ - وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَإِذَا الْقُبُورُ
بُعْثِرَتْ - (۸۲)۔

جب آسمان پھٹ جائے گا اور کوکب منتشر ہو جائیں گے
اور سمندر پھوٹ نکلیں گے اور قبریں اکھاڑ دی
جائیں گی۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ
وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ - (۸۱)۔

اور جب آفتاب کو پیٹ دیا جائیگا اور تارے ہم
برہم ہو جائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُبِسَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ
وَإِذَا الْجِبَالُ سُفِفَتْ - (۸۰)۔

پھر جب تارے ماند پڑ جائیں گے اور جب آسمان
شق کر دیا جائے گا۔ اور جب پہاڑ اڑ لے جائیں گے

فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَ
جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ - (۷۹)۔

جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند گھنا جائیگا۔
اور چاند سورج ملا دے جائیں گے۔

وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا
دَكَّةً وَاحِدَةً - (۷۸)۔

زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ٹکڑا دیا جائیگا اور
ایک ہی ٹکڑی میں وہ پاش پاش ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تَبْدَلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ
وَالسَّمَوتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ

جس روز زمین بدل کر دوسری طرح کی زمین کی
جائے گی اور اسی طرح آسمان بھی، اور سب کچھ

الْقَهَّارِ - (۷۷)۔

خدا کے واحد قہار کے سامنے کل کھڑے ہوں گے

یہ سب اشارات ہیں اس طرف کہ اس نظام عالم کی ایک خاص عمر مقرر ہے۔ یہ کوئی
دائمی نظام نہیں ہے جب اس کی عمر پوری ہو جائے گی تو یہ نظام درہم برہم کر دیا جائے گا، سورج،
زمین، چاند اور دوسرے سیارے جو اس نظام کے ارکان ہیں، اور جن کی گردشوں سے اس
نظام کا قیام ہے منتشر ہو جائیں گے، ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے، اور یہ عارضی عمارت توڑ ڈالی

جائیگی۔ مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ عالم وجود کا خاتمہ ہو جائیگا۔ خلق و ابداع کا سلسلہ بند کر دیا جائیگا۔ بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ وجود کا یہ خاص طور جو اس نظام میں نظر آ رہا ہے، بدل ڈالا جائے گا، اور یہ عالم وجود کے لئے ایک دوسرا نظام قائم کیا جائیگا جس کی طرف یَوْمَ تَبْدَلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ

وَالسَّمَوَاتُ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

حیاتِ اخروی کا نظام کیا ہوگا وہ نظام کیسا ہوگا؟ اس کی جو کیفیت قرآن میں بیان کی گئی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجودہ نظام ہی کے نقص کی تکمیل ہے اسی نظام کی ارتقائی صورت ہے، اور ویسی ہی ہے جیسی عقل چاہتی ہے کہ جو۔ اس نظام میں وزن اور پیمائش اور حساب سب کچھ ہوگا۔ مگر مادی چیزوں کے لئے نہیں بلکہ لطیف، بسیط اور مجرد حقیقتوں کے لئے وہاں خیر اور شر، ایمان اور کفر، اخلاق اور ملکات کا وزن ہوگا، نیتوں اور ارادوں کی پیمائش ہوگی۔ دلوں کے اعمال ناپے اور تولے جائیں گے۔ وہاں اس روٹی کے وزن اور اس پیسے کے عدد کا حساب نہ ہوگا جو آپ کسی غریب کو دیا ہے بلکہ اس نیت کا حساب ہوگا جو اس بخشش کے لئے محرک ہوئی ہے، اس لئے کہ وہاں کا قانون مادی نہیں، عقلی ہوگا۔

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا - (۴:۱۴)

آنکھ اور کان اور دل سب سے پوچھ گچھ ہوگی۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفًّا بِنَا حَاسِبِينَ - (۴:۲۱)

اور قیامت کے روز ہم ٹھیک وزن کرنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی نفس پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اس کو لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لئے کافی ہیں

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ

اس روز ہم ٹھیک وزن ہوگا پھر جس کے اعمال

مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَ
مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ (۱۰۰)

کا وزن بھاری ہوگا وہی فلاح پانے والا ہوگا اور
جس کے اعمال کا وزن ہلکا ہوگا وہ وہ لوگ ہوں گے
جنہوں نے اپنے آپ کو خود نقصان میں ڈالا۔

يَوْمَئِذٍ يَصُدُّ السُّوءَ النَّاسُ أَشْتَاتًا لَّا يُرَوُّا
أَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَرًّا يَرَهُ (۱۰۱)

اس روز لوگ جدا جدا نکلیں گے تاکہ ان کے اعمال
انہیں دکھائے جائیں پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی
وہ اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی
ہوگی وہ اس کو دیکھے گا۔

اس دوسرے نظام میں وہ سب چیزیں نمایاں ہو جائیں گی جو اس مادی نظام میں مادی
قوانین کی نیدھوں کے سبب سے چھپی ہوئی ہیں۔ وہاں مخفی اور مستور حقیقتیں بے نقاب سامنے آجائیں گی
اور ہر چیز کی اصلی اور حقیقی حیثیت کھل جائیگی۔

لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكُشِفْنَا عَنْكَ
غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (۱۰۲)

انسان سے کہا جا رہا تھا کہ تو اس چیز سے غفلت میں تھا
اب ہم نے تیری آنکھوں پر سے پردہ اٹھا دیا اور اب
تیری نگاہ بہت تیز ہے۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ
اس روز تم پیش کئے جاؤ گے تمہارا کوئی راز مخفی
نہ رہے گا۔ (۱۰۳)

وہاں افعال کے وہ حقیقی نتائج مرتب ہوں گے جو عقل و حکمت اور عدل
و انصاف کے مطابق ہیں۔ موجودہ نظام کے مادی قوانین اور مادی اسباب و وسائل جن کے اثر سے
افعال کے حقیقی اور عقلی نتائج مرتب نہیں ہو سکتے، وہاں نافذ نہیں ہوں گے، اس لئے وہ تمام چیزیں جو
یہاں عدل و انصاف میں مانع ہوتی ہیں، اور صحیح نتائج مرتب نہیں ہونے دیتیں، وہاں بالکل بے اثر

ہو جائیں گی مثال کے طور پر یہاں دولت، مادی وسائل کی کثرت، دوستوں اور حامیوں کی طاقت سبھی سفارش، خاندانی اثرات، خود اپنی حیا لاکھی و ہوشیاری اور ایسی ہی دوسری چیزیں انسان کو اس کے بہت سے افعال کے نتائج سے بچا لیتی ہیں۔ مگر وہاں ان اسباب کی تاثیریں باطل ہو جائیں گی اور ہر فعل کا وہی نتیجہ برآمد ہو گا جو عدل اور حق کی بنا پر برآمد ہونا چاہئے۔

هٰذَا لَكَ تَبْلُوَا كُلَّ نَفْسٍ مَّا اسْلَفَتْ (۳۱:۱) وہاں ہر نفس اپنے اعمال کو خود جانچ لے گا جو پہلے سے پہنچ چکا ہے
وَوَقَّيْتُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۳۱:۲) ہر نفس کو جیسا اس نے کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ تُحْضِرُا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ شَرٍّ (۳۲:۱) وہ دن جب کہ ہر نفس ہر اس نیکی کو جو اس نے کی ہے اور ہر اس برائی کو جو وہ کر چکا ہے حاضر پائیگا۔
وَاتَّبَعُوا يَوْمَئِذٍ مَّا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (۳۲:۲) اور اس دن سے جبکہ ایک نفس دوسرے نفس کے کچھ کام نہ آئیگا، اور نہ اس کے حق میں کوئی رفاش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائیگا اور نہ ان کی کوئی مدد کی جاسکیگی۔

فَإِذَا انْفُخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ (۳۳:۱-۲) پھر جب صور بھونکا گیا تو اس روز ان میں کوئی نسب تعلق باقی نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھ گئے۔ جن کے اعمال کا پتہ بھاری ہو گا وہی لوگ فلاح پائیں گے اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔

وَهُمْ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ الْآمِنُونَ إِلَىٰ يَوْمِ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ الْآمِنُونَ إِلَىٰ يَوْمِ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ (۳۳:۳) وہ دن جبکہ نہ مال کچھ نفع دے گا اور نہ اولاد۔

اللَّهُ يَتْلِبُ سَلِيمٍ (۲۶: ۵)۔

اس کی ہوگی جو خدا کے پاس تلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوگا۔

تم ہمارے پاس اکیلے آئے ہو جیسا ہم نے تم کو پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا ہم نے تم کو جو کچھ ساز و سامان

دیا تھا اس سب کو تم بھیچے چھوڑ آئے ہو اور اب ہم تمہارے

ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کو تم اپنی

پرورش اور رزق بخشی میں خدا کا شریک سمجھتے تھے۔ تمہارے

درمیان سب رابطے ٹوٹ چکے ہیں اور بال ہو چکے ہیں۔

قیامت کے دن تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری

اولاد تمہارے لئے کچھ بھی نافع نہ ہوگی۔ اللہ تمہارے

درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو تو

وہ دن جبکہ آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور

بیوی اور بچوں سے بھاگے گا۔ اس روز ہر شخص اپنے

حال میں مبتلا ہوگا۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِرْعٰوْنَ اٰیًا ۙ لَّمَّا خَلَقْنَا كُمْ

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَآخِزَ الْاٰلِهٰتِ وَارَآءَ

ظُهُورِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰی مَعَكُمْ مُّشْعٰۤا لِكُمُ

الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّہُمْ فِیْكُمْ شُرَکَآءُ ۚ

لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا لَنْتُمْ

تَزْعُمُوْنَ - (۱۱: ۶)۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ

یَوْمَ الْقِیْمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ وَ اللّٰہِ یَمَا

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۱: ۶۰)

یَوْمَ یَفْرَأُ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہِ وَاٰبِیْہِ

وَصَاحِبَتِہِ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ اَمْرِیْ مِنْہُمْ

یَوْمَئِذٍ شَآءٌ یُّغْنِیْہِ - (۸۰)۔

موجودہ نظام میں نقص ہے کہ یہاں قدرت کے انعامات کی تقسیم انسان کے

عمل اور عمل کی خوبی پر منحصر نہیں ہے، بلکہ وہ ایسے اسباب پر مبنی ہے جن میں ذاتی اعمال اور نفسی صلاحیتیں

محض ایک سبب کی حیثیت رکھتی ہیں اور دوسرے قوی تر اسباب ان کی تاثیر کو ضعیف بلکہ بسا اوقات بالکل

راہل کر دیتے ہیں اس وجہ سے انعامات کی تقسیم میں استحقاق ذاتی کو دخل نہیں ہوتا یا ہوتا بھی ہے تو بہت

کم۔ یہاں ایک شخص تمام عمر ظلم اور فتنہ کرنے کے باوجود خوشحال اور دنیوی برکات سے متمتع ہو سکتا ہے،

اور ایک شخص دنگی بھرا یا نذاری اور پرہیزگاری کے ساتھ بسر کرنے کے باوجود غمناک حال اور دنیوی

مصائب سے پر آگندہ بال رہ سکتا ہے۔ یہ نقص تکمیل کا محتاج ہے۔ اور حکمت کا مقتضی یہ ہے کہ موجودہ نظام ترقی کر کے ایک ایسے نظام میں تبدیل ہو جائے جس میں عدل کے ساتھ جزا و سزا کی تقسیم ہو اور ہر شخص کو وہی ملے جس کا وہ اپنے ذاتی حسن و قبح کی بنا پر مستحق ہو۔ قرآن کہتا ہے کہ دار آخرت کا نظام ایسا ہی ہوگا۔

أَمْ تَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ تَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ
كَالتَّجَارِ (۳: ۳۸)
کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں
کو انہی جیسا بنادیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں؟
کیا ہم متقیوں اور فاجروں کو یکساں کر دیں گے۔
أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ
أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَوَاءً نَحْيَاهُمْ وَمَا تُهْمَرُ سَاءَ مَا
يَحْكُمُونَ (۱۲: ۴۵)
کیا بدکاریاں کرنے والے یہ گمان کرتے ہیں کہ
ہم ان کو ایمان لانے والوں کے برابر کر دیں گے
اور ان کی زندگی و موت یکساں ہوگی؟ یہ کیسی
بری بات ہے جس کا وہ حکم لگاتے ہیں۔
وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِمَّا عَمِلُوا (۱۶: ۶)
ہر ایک کے لئے ویسے ہی درجات ہونگے جیسے انہوں نے
عمل کیے۔

وَأَزَلِفَتْ أَلْحَاقَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَبُئِرَتْ
الْحَاجِجَاتُ بِلَافُتَيْنِ - (۵: ۴۱)
جنت پر ہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی اور
دوزخ گراہوں کے سامنے کر دی جائے گی۔

یہ ہے اس دوسرے جہان کا نقشہ جس کو اس جہان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا مذہب اور تمام انبیاء علیہم السلام کا مذہب تجویز کرتا ہے جو لوگ اس جہان اور اس کے سامنے کا
کو ایک کھیل ایک گھر و ثواب ایک بے مقصد و بے حاصل ہنگامہ اور ایک ایسا مہل گھر رکھ دھند بھٹتے ہیں ابھال
شروع ہوا اور مال ہی میں ختم ہو جائے گا، ان کو تو اس تجویز اور اس کے دلائل و ثبوت ہیں کوئی بات قابل

تسلیم نظر نہ آئے گی۔ مگر جو شخص نظام عالم کو خدا کا آفریدہ سمجھتا ہے، اور خدا کو حکیم مانتا ہے وہ ان لائل پر غور کرنے کے بعد یقیناً یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا کہ موجودہ نظام عالم کے بعد اس طور اور اس یکمیت کے ایک نظام کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی ممکن ہے۔ تو اس ممکن کی ضرورت کا ثابت ہو جانا، اس بات پر ایمان لانے کے لئے بالکل کافی ہے کہ خدا حکیم و دانہ اس ممکن ضروری الوجود کو ضرور وجود بخشے گا۔

اس بحث سے واضح ہو گیا کہ اسلام نے جس حیات اخروی پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا ہے وہ بیدار عقل نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے، بلکہ عین متفہم عقل و حکمت ہے، اور علم و عقل کی کسی ترقی سے اس ایمان میں رخنہ نہیں پڑ سکتا، بشرطیکہ وہ ترقی حقیقی ہو نہ کہ سطحی اور نمائش۔

(باقی)